

سماجی اور اقتصادی انشورنس کی اسلامی تنظیم



اسلام اور موجودہ نظام انشورنس

جناب نور محمد صاحب ثقفاری پیکر
مؤنٹ کا کج بہرہ اولیٰ نگہ

پچھلے باب میں ہم نے نہایت اختصار سے انشورنس کی تعریف، اغراض و مقاصد اور آغاز و انجام کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ انشورنس کے اغراض و مقاصد کے پیش نظر تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ انشورنس ایک سود مند سکیم ہے جس میں کم از کم بیمہ دار (Policy Holder) کے دکھوں کو مٹا دینا ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام میں انشورنس اپنے بنیادی مقاصد سے امداد یا ہی مستقبل کے خطرات سے حفاظت اور نقصان کی صورت میں تلافی کے ساتھ اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ تحریج یک انشورنس کی جو موجودہ نوعیت ہے جس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے مفاسد پائے جاتے ہیں اس کی اسلام کبھی اجازت نہیں دیتا آئیے سب سے پہلے ان مفاسد کا جائزہ لیتے چلیں جو موجودہ نظام انشورنس میں پائے جاتے ہیں۔

موجودہ نظام انشورنس کے مفاسد

موجودہ نظام انشورنس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے مفاسد پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی الگ الگ تقسیم مشکل ہے کیونکہ مفسدہ مثلاً سود اگر دینی اعتبار سے حرام ہے تو دوسری طرف وہ معاشی تمدن کو کبھی دیکس کی طرح چاٹ رہا ہے۔ لہذا یہاں ہم ان مفاسد کا ذکر کریں گے جن کی طرف بعض اوقات اہل علم حضرات بھی توجہ نہیں فرماتے۔

۱۔ سود۔ ۲۔ قمار بازی۔ ۳۔ غیر شرعی مشاغل۔ ۴۔ سٹہ بازی اور دھوکہ دہی وغیرہ۔

سود (Interest)۔ انشورنس کے کاروبار کا حقیقت شناس یہ امر بخوبی جانتا ہے کہ اس کاروبار میں شریعت کا اصطلاحی ریلوڈ صورتوں میں پایا جاتا ہے۔

۱۔ انشورنس کمپنی جو سرمایہ مختلف افراد سے اکٹھا کرتی ہے اسے کاروباری کمپنیوں یا افراد کو سود پر دیتی ہے۔
۲۔ بیمہ شدہ شخص کو کمپنی مدت بہرہ مکمل ہونے پر یا اس کی موت کے بعد یا اس کی جائیداد تلف ہونے کی صورت میں اس کی اصل رقم (جس پر بیمہ ہوا تھا) مع کچھ زائد رقم کے جسے بیمہ کمپنی بولس کا نام دیتی ہے۔

قمار بازی (Gambling)۔ انشورنس کی یہ شرط کہ اگر بیمہ شدہ شخص یا شخص اس معینہ مدت جس پر بیمہ ہوا ہے سے پہلے مر یا تلف ہو جائے تو اصل رقم کے ساتھ جو بولس ملے گا اس کی شرح زیادہ ہوگی (فرض کریں اس طرح ۵۰۰۰ روپے

۱۰ مفتی دل حسن محمد زکریاؒ ۲۰ المذنبہ سے احکام القرآن جلد ۱۸ ص ۳۸۸

الغرم ما یکون مستور العاقبة " غرورہ ہے جس میں انجام سے بے خبری ہو؛
 بیمہ کے کاروبار میں غرر اور خطر دونوں پائے جاتے ہیں مثلاً بیمہ شدہ شخص یا شے کا مابہت معینہ سے پہلے تلف ہونا یا زلزلہ
 یا باقی رہنا معلوم نہیں ہوتا اور وہ کتنی رقم پائے گا یہ بھی معلوم نہیں ہوتا یعنی زندہ رہا تو کم، فوت ہو گیا تو زیادہ۔ مگر موت
 کی کسی کو خبر نہیں۔ لہذا جس کاروبار کو زندگی یا موت کے بے وقت (جو معین نہیں) کے ساتھ مشروط کیا جائے وہ جو ہے
 جس میں ضرر اور خطر دونوں ہیں لہذا ایسا کاروبار حرام ہے۔
 امام دارالہجرت حضرت مالک بن انسؒ اسی قسم کے ایک معاملہ کی مثال دیتے ہیں۔

ان یعمد الرجل الى الجذ قد ضلت راحلته او دابته او غلامه وثمن هذه
 الامتياح خمسون ديناراً فيقول انا اخذها منك بعشرين ديناراً فان وجدها المبتاع
 ذهب من مال البائع ثلاثين ديناراً و ان لم يجدها ذهب البائع منه بعشرين
 ديناراً وهما لا يدریان ايضاً اذا وجدت تلك الضالّة كيف تؤخذ وما حدث
 فيها من امر الله تعالى عز وجل مما يكون فيه نقصها و خرابتها فهذا اعظم الخائفة
 "ایک شخص کسی دوسرے شخص جس کی سواری یا سامان سفر یا غلام کم ہو گیا ہے اس طرح بدکتا ہے کہ اس کے
 گم شدہ مال کی قیمت ۵۰ دینار مقرر کر دیتا ہے اور صاحب مال سے کہتا ہے کہ یہ تیرا گم شدہ مال ہے تیرے ۲۰ دینار میں
 لیتا ہوں (گم شدہ مال والا یہ جان کر کہے نہ پھلو۔ ۲۰ دینار ہی قبول کر لیتا ہے) پھر اگر وہ اس گم شدہ متاع کو پالیتا ہے
 تو اس طرح وہ فروخت کرنے والے سے ۳۰ دینار اڑا لیتا ہے اور اگر نہیں تلاش کر پاتا تو پھر بیچنے والا اس سے ۲۰ دینار
 ہتھمیا لیتا ہے اور وہ دونوں نہیں جانتے کہ جب وہ رسوا کرنے والا اس گم شدہ چیز کو پائے گا تو وہ کس طرح پائے گا
 کس حال میں پائے گا؟ اور اللہ تعالیٰ کا اس چیز پر کیا حکم واقع ہو چکا ہوگا۔ جو اس میں نقص یا زیادتی کا موجب بن سکتا ہے
 اس طرح کا معاملہ کتنا بہت بڑا "خطر" ہے؟

اس مثال میں یہی بتایا گیا ہے کہ ایسا معاملہ جس میں انجام کے چھپے یا بُرے (دونوں طرح کے ہونے کا احتمال ہو) شرعاً درست
 نہیں۔ ایسا ہی معاملہ انشورنس کا ہے جس میں بیمہ دار (Policy Holder) کو موت کے متبع معینہ سے قبل آجائے
 کی صورت میں رقم کے زیادہ ملنے اور زندہ رہنے کی صورت میں کم ملنے، دونوں طرح کا احتمال ہوتا ہے اور یہ جو ہے
 لہذا حرام ہے۔

سٹہ بازی اور دھوکہ دہی۔ امر وجہ نظام انشورنس میں سٹہ بازی اور دھوکہ دہی بھی ہے۔ دھوکہ دہی دونوں

اطراف - بیمہ دار اور انشورنس کمپنی سے ہوتی ہے۔ بیمہ دار ایسا بھی کرتا ہے کہ وہ کہہ دے کہ اپنی جائیداد کی مالیت زیادہ کوڑی اور جب بیمہ ہو گیا تو سود کی رقم جو اس کی ملک کو کہے کی مالیت سے زائد تھی وصول کرنے کے لئے اس سے کوئی طریقہ سے تلف کر دیا۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی سرمایہ دار نے اپنے روٹی کے ذخیرہ یا کارخانہ کا ایک کوڑے کا بیمہ کر لیا مگر جب کاروبار پر زوال آتے دیکھا تو اس ملک و ملت کے دشمن نے روٹی کو آگ لگا دی اور قوم سے انشورنس کمپنی کے ذریعہ ایک کوڑے پر سود وصول کر لیا۔ اس سرمایہ دار کی مثال یا کل اس دشمن کی سی ہے جو کسی غریب کی جھونپڑی کو آگ لگا کر تاشہ دیکھتا ہے۔

دوسری طرف انشورنس کمپنی کا سرمایہ دار ملک سے جو سبز باغ دکھا دکھا کر قوم کی دولت میٹتا ہے اور ناپاک سودی کاروبار چمکاتا ہے اور لاکھوں روپے کماتا ہے مگر بس بھوے بیمہ دار کو ٹرٹ ۲ یا ۴ دے کر خوش کرتا ہے دراصل یہ ایسا فاقہ ہے جس کے ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہوتی اور اپنے ایتائے جنس کو اس طرح موت کے گھاٹ اتارتا ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرنے دیتا۔ بلکہ اپنی سرمایہ داری کی دنیا کو رنگین کرنے کے لئے اسے پیٹل ہی پھوڑ لینا ہے اور اگر کبھی اس کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے تو اپنی بد نہایت عیاری سے بیمہ داروں (Policy Holders) کے مڑواں دیتا ہے جس کا خمیازہ پوری قوم بھگتی ہے۔ اس کا نشان ہے نواؤں کو بھی پہنچتا ہے جن کا کبھی جہاز ڈوبتا ہے نہ کارخانے کو آگ لگتی ہے۔

فاسد شرائط | موجودہ انشورنس کے کاروبار کا ایک مفسدہ اس کی فاسد شرائط ہیں۔ ایسی شرائط جن کا تعلق غرر، خطر اور جوا سے نقصان کا ذکر ہے کہ جسے بین لیکن ابھی ایک شرط جسے عمن انسانیہ شریعت نے حرام قرار دیا ہے جسے کوئی بھی منسف مزاج مفکر انسان و دشمن شرط کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ ایک متوسط طبقہ کا شخص جس نے اپنے تحت جگر کا بیمہ کر لیا تھا ابھی اس نے چند اقساط ہی ادا کی تھیں کہ اس کا کاروبار زوال پذیر ہو گیا۔ وہ بقیہ اقساط ادا نہیں کر سکتا۔ اب انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ اس کو اس کی پہلی جمع شدہ رقم واپس مل جائے لیکن انشورنس کمپنی والے ایسا نہیں کرتے بلکہ اس کی رقم سوخت کر لیتے ہیں اور دنیا کی کوئی عدالت اسے واپس نہیں دلا سکتی۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ تحریر فرماتے ہیں:-

بنی قسوں کے یہاں - بیمہ زندگی - بیمہ مالک - بیمہ فرائض میں جو یہ شرط ہے کہ جو شخص کچھ رقم بیمہ پالیسی کی جمع کرنے کے بعد باقی اقساط کی ادائیگی بند کر دے تو اس کی جمع شدہ رقم سوخت ہو جاتی ہے یہ شرط خلاف شرع اور ناجائز ہے۔ قواعد شریعہ کی رو سے ایسے شخص کو (جس نے بیمہ کر لیا تھا) تکلیف معاہدہ پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اور عدم تعمیل کی صورت میں کوئی تعزیر سزا بھی دی جاسکتی ہے لیکن اگر وہ رقم کو اس جہان میں ضبط کر لینا جائز نہیں ہو سکتا۔

دوسری غیر شرعی اور ظالمانہ شرط یہ ہے کہ شریعت کی رائے سے کسی مورث کی جائیداد اس کے شرعی ورثاء میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم ہو۔ مگر بیمہ کا کمپنی یہ ہے کہ بیمہ دار (Policy Holder) وہ رقم جس کے نام پر ادے کسی ملحق یا غلام اور گناہ ہے جو بیمہ دار بیمہ کمپنی کے ذریعہ اپنے ورثاء پر کرتا ہے۔

الغرض مندرجہ بالا مفاسد کی روشنی میں یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کے معتدل اور صلح نظام معیشت جس کی بنیاد اخوت و بہادر دی اور عام رفاہیت و خوشحالی پر رکھی گئی ہو اس موجودہ نظام انٹرنیشنل کے لئے کوئی گنجائش نہیں جو سود، قمار، خطر، غر اور دھوکہ دہی پر مبنی طرح ڈالتا ہے۔

فاضل جلیل استاذ شیخ ابوزہرہ اس سلسلہ میں قابل توجہ ہیں۔ فرماتے ہیں:-

اگرچہ انشورنس کی اصلیت تو تعاون محض تھی لیکن اس کا انجام بھی ہر اس ادارہ کا سا ہوا جو یہودیوں کے ہاتھ میں پڑا۔ یہودیوں نے اس نظام کو جس کی بنیاد مسلمانانِ اندلس نے، تعاون علی التبر و التقویٰ، پر رکھی تھی، اسے ایسے یہودی نظام میں تبدیل کر دیا جس میں قمار (جو) اور ربوہ (سود) دونوں پائے جلتے ہیں۔

ایک اہم سوال | اگر موجودہ نظام انشورنس شریعت اسلامیہ کی رو سے حرام اور مردود ہے اور جب کہ یہ ایک دبا کی طرح تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو رہا ہے تو کیا اس میں کوئی ایسی ترمیم ممکن ہے کہ یہ نظام قابل قبول ہو سکے؟

تو اس کا جواب یہی ہے کہ اسلام جو نبی نوع انسان کے لئے آخری عطا بلط حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو سے ہر دور میں اور ہر ایک انسان کی رہنمائی کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اس کے نظام شریعت میں ایک باب اجتہاد فقہیہ کا ہے جو قیامت تک کھلا رہے گا اس کی روشنی میں علماء اسلام ہر دور میں نئے پیش آمد مسائل کا حل تلاش کرتے رہیں گے۔

انشورنس کا کاروبار جس کی ابتداء امام باہمی کے اصول سے ہوئی تھی اور جس نے آج ایک مذموم سرمایہ دارانہ نظام کا روپ دھار لیا ہے جس کی بنیاد اب سود اور جو اپر رکھی جاتی ہے۔ یہ بھی علماء اسلام کے لئے توجہ طلب مسئلہ ہے اور اس کا حل شرعی بھی تلاش کیا گیا ہے اور علماء اسلام اس کا متبادل پروگرام بھی پیش کر چکے ہیں۔ یہاں ہم نہایت اختصار سے اس ترمیم و اصلاح کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کے بعد انشورنس کا موجودہ نظام انسانیّت کے ذریعہ فلاح اور رفائیئت بن سکتا ہے۔

ترمیم Modification کے رہنما اصول یہ ہو سکتے ہیں:-

۱۔ **شرائط میں سے ترمیم**۔ یعنی غیر شرعی اور ظالمانہ شرائط کو شرع کی روشنی میں تبدیل کر دیا جائے۔

مثلاً:- ۱۔ یہ شرط کہ اگر بیمہ دار مدت بیمہ کی تکمیل سے قبل ہی فوت ہو جائے تو زیادہ شرح منافع اور اگر تکمیل مدت کے بعد

ملک زندہ رہے تو کم شرح منافع۔ یہ غرر اور خطر ہے۔ اس میں ترمیم یوں کریں کہ رقم مع منافع ہر دو صورتوں میں ایک جیسی ملے گی۔

۲۔ بیمہ دار (Policy Holder) اپنے خاندان کے جس فرد کے نام بیمہ کر رہا ہے اس کی موت کے بعد وہ رقم اسی کو

ملتی ہے کسی اور کو نہیں لہذا اس کے دیگر ورثا اگر ہوں تو وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ لہذا یہ ناجائز اور ظلم ہے۔

اس کی ترمیم یوں کریں۔ باب کو یہ کہا جائے کہ وہ تمام ورثا کے لئے اس رقم کا بیمہ کرائے تاکہ اس کی موت کے بعد وہ تمام

ورثا کو ملے جسے وہ اپنی شرعی حصص کے مطابق تقسیم کریں۔

۳۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بیمہ کمپنی والے بیمہ دار کی موت کے بعد وہ تمام رقم خود اس کے ورثا میں شریعت مطہرہ کی ہدایا

کی روشنی میں تقسیم کریں۔ دوسری طریقہ زیادہ موزوں اور بے ضرر ہے۔

۴۔ کاروبار کے طریقہ میں سے ترمیم:- ۱۔ اس کاروبار کو سود سے پاک کیا جائے جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ بیمہ داروں کو

ایک مقررہ شرح سود دینے کی بجائے انہیں مضاربت اور شرکت کے شرعی تجارتی طریقوں کی روشنی میں کاروبار میں شریک

کیا جائے۔ اور نفع اور نقصان میں ان کی رقم کی نسبت کے مطابق انہیں شامل کیا جائے۔ اس طریق کار میں بیمہ داروں کو زیادہ سے

زیادہ نفع ہوگا۔

آج کل جو انشورنس کا سرمایہ کاری کا طریقہ ہے اس کے اعتبار سے مضاربت کا طریقہ بہتر ہے۔ یہاں ہم مختصر مضاربت

کے تجارتی طریقہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مضاربت ۱۔ اس کاروبار کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایک فرد کی رقم ہوتی ہے اور دوسرے کی محنت۔ سالانہ نفع میں سے

رقم والے کو اور محنت کرنے والے کو ایک خاص نسبت سے حصہ دیا جاتا ہے۔ فرض کریں سرمایہ دار کو ملے اور محنت کرنے والے کو

۲/۳ اور اصل رقم مال والے کی ہوگی۔ نقصان کی صورت میں نقصان سارے سارے کا اصل (Capital) والا برداشت

کے گا۔ کیونکہ محنت والے کی محنت ضائع گئی اور مال والے کا سرمایہ۔

۲۔ جس کو رقم کاروبار کے لئے دی جائے وہ اس رقم کو آگے کسی دوسرے فرد کو مضاربت یا شرکت پر کاروبار کے لئے دے

سکتا ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مضارب کو ایسا کرنے کے لئے راس المال والے سے اجازت لینا پڑتی ہے کہ وہ رقم

آگے کاروبار پر دے سکتا ہے یا نہیں اور بعض کے نزدیک نہیں۔ بہر حال ایسا کر سکتا ہے۔ انشورنس کمپنیاں جو رقم لٹھی

کرتی ہیں وہ انہیں آگے کاروبار کے لئے مضاربت کی شکل میں دے سکتی ہیں۔

۳۔ جب مضاربت کرنے والا اس قسم کو دوسرے شخص یا کاروباری ادارہ کو دے گا تو اس کے ساتھ اپنی نئی شرائط طے کرے گا۔ یعنی وہ جس شخص کو رقم دے رہا ہے اس سے کتنا بڑا منافع لے گا فرض کریں یہاں کم اور بہتر طے ہوتا ہے۔

لیکن اس مضارب کا جو معاہدہ اس مال والے پہلے شخص سے ہو چکا ہے اس کے اس نئے کاروبار میں دخل نہیں پس وہ تو اس پہلے مضارب سے اپنا مقررہ حصہ منافع میں سے لے گا۔

۴۔ حساب کتاب سال ختم ہونے کے بعد ہوگا۔ اگر فرقین چاہیں گے تو حساب کتاب کے بعد کاروبار جاری رہے گا۔

د۔ منافع کی تقسیم کرتے وقت پہلے سال نقصان ہوا کیا جائے گا اور پھر جو بچے گا وہ مقررہ تناسب سے تقسیم ہوگا۔

الفرض یہ چند نمایاں قسم کے اصول ہیں تفصیل کے لئے کتب فقہ مثلاً ہدایہ، کنز الدقائق، المغنی، الکتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، المبسوط اور آدویں ڈاکٹر نجف الشافعی کی کتاب "تشرکات و مضاربت کے اسلامی اصول" کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

II کہیں شخص کا اس کی مالی حیثیت اور ذرائع آمدنی سے بڑھ کر کسی جائیداد کا اس کی قیمت سے زیادہ اور کسی ذمہ داری کا اس کے عوض سے بڑھ کر بیمہ نہ کیا جائے۔ اور جو شخص دھوکہ دے کر اپنی جائیداد زیادہ بتائے یا اس کی مالیت زیادہ ظاہر کرے جب چھان بین کے بعد اس کا دھوکہ معلوم ہو جائے تو اسے اسلامی علاقوں سے تعزیراتی سزا دلوائی جائے۔
یوں کے مال کو سوخت کرنے کی بھی ہو سکتی ہے۔

غرض، یہاں ہم نے نہایت اختصار سے یہ عرض کیا ہے کہ موجودہ نظام انشورنس میں کیونکر اور کیا کیا تبدیلیاں کی جائیں کہ کاروبار اسلامی (Islamic) بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس عنوان کے تحت بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت تھی۔ مگر یہاں اس سے اتنا ہی تعارض کیا گیا ہے جتنے کا تعلق ہمارے مقالہ سے تھا۔ لیکن یہ کام کسی ایک فرد یا ادارے کا نہیں بلکہ اس کی اصلاح کی عمومی سطح پر ضرورت ہے۔ اسلئے عقیدہ علماء اور جدید تعلیم یافتہ حضرات جو پختہ فکر اور دین کا درد رکھنے والے ہوں اس کاروبار کو جو اس سود سے پاک کرنے کے لئے تجاویز مرتب کریں۔

اسلامی حکومت اس کام کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اور کاروبار اسلامی خطوط پر استوار کرنے کا پختہ عزم کر لے تو کوئی ان ہونی است نہیں کہ یہ حرام کا کاروبار حلال اور طیب بن جائے۔ آخر آج کا سودی کاروبار کیا کم یا ۱۵ سال میں ایسا سائنٹیفک (scientific) طریقہ پر چلنے کے قابل ہو گیا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس نے مدتوں اپنا سفاکاری رکھا۔
تب اس سفر پر پہنچا۔

نہمہ، خود دار اور ضعیف ترین جنہیں اپنے مقصد حیات سے لگاؤ ہو تو وہ دشواریوں میں بھی زندہ رہنے کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگرچہ اسلام کے نظام اقتصادیات سے دلی لگاؤ ہے اس میں پریشانیہ خیر پر اعتقاد ہے اور اسے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہستے ہیں تو ہم اس نظام کو اپنا بنالیں اور اس کے مطابق عمل کریں تو ہم بصریت کے لئے ایک نئی مشکل نہیں۔